۱۳ محرم ۱۴۴۴ھ

۱۲ اگست 2022ء

پاکستان بنانے والے کیا چاہتے تھے؟

مجلسِ علماء نظامیہ پاکستان

042-37374429 0315-7374429
alnizamia7374429@gmail.com

مرکزی دفتر: جامعہ نظامیہ رضویہ
اندرون لوہاری دروازہ لاہور
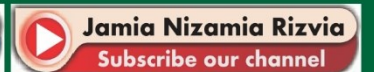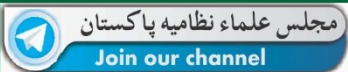
بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ، اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِنۡ تَنۡصُرُوا اللّٰهَ یَنۡصُرۡكُمۡ وَ یُثَبِّتۡ اَقۡدَامَكُمۡ...[محمد 7:47]

14 اگست پاکستان کا یومِ آزادی ہے اور اِس سال (2022ء میں) 75ویں یومِ آزادی کو ڈائمنڈ جوبلی کے طور پر منایا جارہا ہے، اِس سلسلے میں خصوصی تقریبات کا سلسلہ جاری ہے اور اہلِ پاکستان جوش و خروش سے یومِ آزادی منائیں گے۔

یومِ آزادی کو اگر بامقصد طریقے سے منایا جائے تو بلاشبہ یہ رسمی تہوار نہیں، بلکہ قوم کو ایک لڑی میں پرونے اور اُن کے سوئے ہوئے جذبات کو بیدار کرنے کا حسین موقع ہے، لیکن افسوس! اِس عظیم دن کو دانستہ یا نادانستہ رسمی کاموں میں ضائع کر دیا جاتا ہے۔ تقریباً 99 فی صد لوگوں کا یومِ آزادی یوں گزرتا ہے کہ چند نغمے سن لیے جاتے ہیں، سیاسی و غیر سیاسی راہ نما وطن سے زبانی محبت پر مبنی تقریریں کر دیتے ہیں اور کچھ تقریبات کا انعقاد کر لیا جاتا ہے، ساتھ ساتھ سیر و تفریح اور ہلا گلا ہو جاتا ہے۔

ہونا یہ چاہیے کہ یومِ آزادی کے موقع پر:

- نئی نسل کو آگاہ کیا جائے کہ آزادی کتنی بڑی نعمت ہے اور اگر ہم آزاد نہ ہوتے تو ہماری صورتِ حال کیا ہوتی؟
- برصغیر کی تاریخ کیا ہے؟ پاکستان بنانے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ کیا ہم نے پاکستان بنانے کے مقاصد حاصل کر لیے ہیں؟ اگر نہیں تو اُنھیں کیسے حاصل کیا جاسکتا ہے؟
- تحریکِ پاکستان کی کامیابی کے لیے ہمارے سیاسی قائدین، علما و مشائخ، عوام اور ماؤں بہنوں نے کتنی قربانیاں دیں؟ اور کس قدر مشکلات کے بعد یہ پیارا وطن حاصل ہوا؟
- قوم کی تربیت کی جائے کہ وہ کون سی کمزوریاں تھیں جن کی وجہ سے برصغیر میں مسلمانوں کی ایک ہزار سالہ حکومت کا خاتمہ ہوا؟ آج ہم اُنہی کمزوریوں میں کیوں مبتلا ہیں اور اُن کا کیسے خاتمہ ہو سکتا ہے؟
- انگریز نے ہماری تہذیب و ثقافت اور نظامِ تعلیم کو کس طرح تبدیل کر کے ہمیں فکری طور پر غلام بنایا اور آج ہمیں اپنی اصل اقدار کی طرف لوٹنے کے لیے کیا کرنا چاہیے؟

ایسے اور بھی کئی اہم پہلو ہیں جن کے حوالے سے یومِ آزادی کے موقع پر قوم کی تربیت ہونی چاہیے، مگر ظاہر ہے کہ یہ تب ہی ممکن ہے جب ہمارے حکمران اِس وطن کو "قائد کا پاکستان" بنانا چاہیں... اگر اربابِ اقتدار کا مقصد صرف کرسی ہو تو اُنھیں قوم کی تربیت سے کیا غرض!

آج کے خطبہ میں یومِ آزادی کی مناسبت سے گفتگو ہو گی کہ پاکستان بنانے والے کیا چاہتے تھے؟

پاکستان سے محبت

ہر انسان کے دل میں فطری طور پر اپنے خاندان، اپنے وطن اور اپنی زبان سے محبت کا جذبہ ہوتا ہے۔ انسان خواہ صاحبِ علم ہو یا اَن پڑھ، شہری ہو یا دیہاتی، مسلمان ہو یا غیر مسلم، وہ اپنے رشتہ داروں، اپنے علاقے اور اپنی بولی سے محبت کرتا ہے۔

حدیثِ مبارک میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ سفر سے واپس تشریف لاتے تو مدینہ منوّرہ کے آثار نظر آتے ہی سواری کی رفتار تیز فرما دیتے۔[1] محدثین نے لکھا کہ اِس حدیثِ پاک سے مدینہ منوّرہ کی فضیلت بھی معلوم ہوتی ہے اور اِس میں یہ تربیت بھی ہے کہ مسلمان کو اپنے اسلامی وطن سے محبت ہونی چاہیے۔[2]

پاکستان ہمارا وطن ہے اور ہمیں اِس سے فطری طور پر بھی محبت ہے... کہ یہ ہماری جائے پیدائش ہے، ہم نے یہاں آنکھ کھولی ہے، اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہاں کی نعمتیں عطا فرمائی ہیں اور اِس وطن کے ذریعے ہمیں عزت و وقار ملا ہے... اور ہماری محبت کی اِس سے بھی بڑی وجہ ایمانی تقاضا ہے.... کہ یہ دھرتی اسلام کا مرکز ہے، اللہ تعالیٰ کی عطا ہے، رسول اللہ ﷺ کی نگاہِ کرم کا اثر اور بزرگوں کا فیضان ہے۔

مذہبی روایات: جب ہمارے جدّ امجد سیدنا آدم عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کو جنت سے زمین پر اُتارا گیا تو آپ کی تشریف آوری سرزمینِ ہند میں ہی ہوئی تھی۔[3] آپ "نَوذ" یا "نَود" نامی پہاڑ پر اُترے تھے۔[4]

ایک روایت میں ہے کہ مولَی المسلمین سیدنا علی مرتضیٰ کرّم اللہ تعالیٰ وجہہٗ نے فرمایا: أَطْيَبُ رِيحٍ فِي الْأَرْضِ الْهِنْدُ... یعنی سرزمینِ ہند کی ہوا روئے زمین کی بہت پاکیزہ ہوا ہے۔ (المستدرک علی الصحیحین، حدیث: 3995) تاریخ میں کوئی ایسی روایت نہیں ملتی کہ

---

[1] عن انس بن مالك رضی الله عنه «كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ، فَأَبْصَرَ دَرَجَاتِ المَدِيْنَةِ أَوْضَعَ نَاقَتَهُ، وَإِنْ كَانَتْ دَابَّةً حَرَّكَهَا۔» وفی روایة: حَرَّكَهَا مِنْ حُبِّهَا۔ (صحیح البخاری: 1802)

[2] وَفِي الْحَدِيْثِ دَلَالَةٌ عَلَى فَضْلِ الْمَدِينَةِ وَعَلَى مَشْرُوعِيَّةِ حُبِّ الْوَطَنِ وَالْحَنِيْنِ إِلَيْهِ۔ (فتح الباری)

یاد رہے کہ «حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الْإِيمَانِ» حدیث نہیں ہے۔

[3] عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: «إِنَّ أَوَّلَ مَا أَهْبَطَ اللهُ آدَمَ إِلَى أَرْضِ الْهِنْدِ۔» (المستدرک علی الصحیحین، حدیث: 3994)

[4] یہ پہاڑ اِس وقت سری لنکا کی حدود میں ہے۔ حضرت حوّا رضی اللہ تعالیٰ عنہا جدّہ میں اُتری تھیں: فَأُهْبِطَ آدَمُ عَلَى جَبَلٍ بِالْهِنْدِ يُقَالُ لَهُ نَوْذُ، وَأُهْبِطَتْ حَوَّاءُ بِجَدَّةَ۔ (طبقات ابن سعد، ج: 1، ص: 30، دار الکتب العلمیۃ۔ تفسیر خازن، تحت البقرۃ، الآیۃ: 36، ج: 1، ص: 46) اور دونوں کی ملاقات 9 ذوالحجہ کو مقامِ عرفات میں ہوئی تھی۔

سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرزمین ہند میں تشریف لائے ہوں، مگر اِس خطے کے بارے میں آپ رضی اللہ عنہ کے اِن کلمات سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ نے اِس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ سنا ہو گا۔

احادیث میں غزوۂ ہند کی فضیلت بھی بیان کی گئی ہے، حتّٰی کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اِس میں شرکت کی آرزو فرمایا کرتے تھے۔

بانیانِ پاکستان کے والہانہ جذبات کا سبب

تحریکِ پاکستان کے راہ نماؤں اور کارکنان کے واقعات پڑھنے اور سننے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جنون کی حد تک اپنے مشن سے مخلص تھے اور ہر طرح کے مفادات سے بالاتر ہو کر پاکستان کے لیے کوششیں کر رہے تھے، اِس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی رحمت سے تحریکِ پاکستان اور قیامِ پاکستان کے موقع پر بھی مسلمانانِ ہند کی روحانی سرپرستی فرما رہے تھے اور بعد میں پاکستان پر آنے والے مشکل حالات میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دستگیری فرمائی۔ بطورِ مثال دو واقعات پیشِ خدمت ہیں:

شیخ الاسلام کو زیارت: اِس بات میں کوئی شک نہیں کہ پاکستان کے قیام میں علما و مشائخ اہلِ سنت نے بھرپور کردار ادا کیا تھا، ظاہر ہے کہ جب مشائخِ اہلِ سنت تحریکِ پاکستان میں شامل ہوئے تو اُن کے لاکھوں مُریدِین بھی اِس کا حصہ بنے، جس کی وجہ سے اِس تحریک کو بے مثال عروج ملا۔

پاکستان کے لیے نمایاں خدمات سرانجام دینے والے مشائخ میں شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین سیالوی علیہ الرحمہ (سجادہ نشین آستانہ عالیہ سیال شریف) بھی شامل ہیں۔

آپ نے مسلم لیگ میں شمولیت کی وجہ بتاتے ہوئے فرمایا: ایک رات مَیں سیال شریف میں اپنے حُجرے میں آرام کر رہا تھا، مَیں نے خواب دیکھا کہ مَیں اور ہندوستان کے تمام مسلمان زُعما، علما، فضلا، اولیا اور لاکھوں عوام کا اجتماع میدانِ عرفات میں ہے اور ہم سب ایک اُونچے بنے ہوئے اسٹیج کی طرف دیکھ رہے ہیں، جیسے ہمیں کسی کی آمد کا انتظار ہو، اسٹیج پر آقائے دوجہاں سرورِ کائنات محبوبِ خدا نبیِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چاروں خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ہمراہ تشریف فرما ہوئے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دستِ مبارک میں ایک جھنڈا تھا، چند لمحے بعد حضور نبیِ پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”محمد علی جناح کہاں ہیں؟“ ہم سب مجمع میں دیکھنے لگ گئے، اچانک محمد علی جناح مجمع سے اُٹھے اور اُس اُونچے اسٹیج کی طرف چل پڑے، وہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے نگاہیں نیچی کر کے با ادب کھڑے ہو گئے اور سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرتِ علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا: ”جھنڈا لاؤ۔“ حضرتِ علی رضی اللہ عنہ سبز ہلالی پرچم لائے اور سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ پرچم محمد علی جناح صاحب کو عطا فرما دیا۔ میری آنکھ کھل گئی اور اگلی صبح مَیں نے مسلم لیگ میں شمولیت کا اعلان کر دیا۔ (فوز المقال فی خلفائے پیر سیال، ج:9، ص:153)

خان آف قلات کو زیارت: پاکستان کے سب سے بڑے صوبہ بلوچستان کا ایک مشہور ضلع قلات ہے، قیامِ پاکستان سے پہلے یہ ایک آزاد ریاست تھی اور باقاعدہ طور پر برطانوی راج کا حصہ نہیں تھی۔ پاکستان بننے کے تقریباً ایک سال بعد 27 مارچ، 1948ء کو خان آف قلات[1] نے پاکستان کے ساتھ اِلحاق کا اعلان کیا تھا۔

کچھ سال پہلے خان آف قلات کے پوتے پرنس عمر سے ایک ٹی وی انٹرویو کے دوران پوچھا گیا: آپ کے دادا نے الگ آزاد ریاست کے بجائے پاکستان کے ساتھ اِلحاق کا فیصلہ کیوں کیا؟ اُس نے جواب میں کہا: یہ سوال میں نے ایک دن اپنے باپ سے کیا تھا تو اُس نے کہا: یہی سوال ایک دن میں نے اپنے دادا (خان آف قلات) سے کیا تھا۔ اُنھوں نے جواب دیا: "مجھے خواب میں نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زیارت نصیب ہوئی تھی، آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا تھا: یہ ملک اسلام کے نام پر قائم ہو رہا ہے اور تم نے اِس کی حمایت کرنی ہے۔"[2]

بانیانِ پاکستان کا مقصد.... اسلام کا غلبہ

اسلام سچا مذہب اور اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ دین ہے، دیگر تمام مذاہب جھوٹے اور جہنم میں لے جانے والے ہیں۔ قرآن و سنت میں ہر مسلمان کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنی طاقت کے مطابق کفر کو مٹانے اور اسلام کو پوری دنیا میں غالب کرنے کے لیے کوشش کرے۔ اسلامی جہاد کا بنیادی مقصد یہی ہوتا ہے کہ اسلام غالب ہو اور مسلمان عزت پائیں۔

رحمتِ عالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو غلبۂ اسلام کے لیے مبعوث فرمایا گیا، چنانچہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اعلانِ نبوّت سے وصالِ اقدس تک اسلام کی سربلندی کے لیے ہر طرح سے کوششیں فرمائیں... کفار کے طعنے سنے، اذیتیں برداشت کیں، ہر ممکن مقام پر پہنچ کر اسلام کی دعوت دی، میدانِ جہاد میں تشریف فرما ہو کر اسلام کے خلاف نبرد آزما طاقتوں کو زیر کیا، شاہانِ وقت کو خطوط لکھ کر اسلام کا پیغام پہنچایا، اپنے ارشادات اور کردار کے ذریعے مجاہدینِ اسلام کی ایک کھیپ تیار کی اور قیامت تک کے لیے اُمّت کو خدمتِ دین کے جذبہ سے سرشار کیا۔ اس سے بڑی خوش نصیبی کیا ہو سکتی ہے کہ کسی انسان کی صلاحیتیں اور مال و جان اُسی مقصد کے لیے استعمال ہوں جس کے لیے سیدِ عالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اپنی پوری ظاہری حیاتِ طیبہ میں کوشش فرماتے رہے۔

کسی شاعر نے خوب کہا:

میری زندگی کا مقصد تیرے دیں کی سرفرازی
میں اِسی لیے مسلماں میں اِسی لیے نمازی

---

[1] قلات کے سابق حکمرانوں کا لقب "خان" ہوتا تھا۔

[2] انٹرویو دیکھنے کے لیے لنک پر کلک کریں: https://www.youtube.com/watch?v=DIqsBDpwHH8&feature=youtu.be

بانیانِ پاکستان کا مقصد: تحریکِ پاکستان کے بنیادی مقاصد میں سے ایک یہ بھی تھا کہ اِس خطے میں اسلام سربلند ہو اور مسلمان وقار کے ساتھ اسلام پر عمل کریں۔

اِس حوالے سے قائدِاعظم محمد علی جناح علیہ الرحمہ کے جذبات جان کر ایمان تازہ ہو جاتا ہے۔ آپ نے آل انڈیا مسلم لیگ کی کونسل کے ایک اجلاس میں فرمایا: ”مَیں نے دنیا کو بہت دیکھا... دولت، شہرت اور عیش و عشرت کے بہت لُطف اُٹھائے، اب میری زندگی کی واحد تمنا یہ ہے کہ مسلمانوں کو آزاد اور سربلند دیکھوں، مَیں چاہتا ہوں کہ جب مروں تو یہ یقین اور اطمینان لے کر مروں کہ میرا ضمیر اور میرا اللہ گواہی دے رہا ہو کہ جناح نے اسلام سے خیانت اور غداری نہیں کی اور مسلمانوں کی آزادی، تنظیم اور مُدافعت میں اپنا فرض ادا کر دیا۔ مَیں آپ سے زوردار شہادت کا طلب گار نہیں ہوں، مَیں چاہتا ہوں کہ مرتے دم میرا اپنا ایمان، میرا ضمیر گواہی دے کہ جناح! تم نے واقعی مدافعتِ اسلام کا حق ادا کر دیا۔ جناح! تم مسلمانوں کی تنظیم، اتحاد اور حمایت کا فرض بجالائے۔ میرا اللہ کہے کہ بے شک تم مسلمان پیدا ہوئے اور کفر کی طاقتوں کے غلبے میں عَلَمِ اسلام کو بلند رکھتے ہوئے مسلمان مرے۔

(روزنامہ "انقلاب" لاہور، 22 اکتوبر، 1939[1])

لمحۂ فکریہ: قائدِ اعظم علیہ الرحمہ کی وفات ہوئی تو اُن کا ضمیر گواہی دے رہا تھا کہ جناح تم نے اسلام اور مسلمانوں سے غداری نہیں کی، کیا ہمارا ضمیر بھی یہ گواہی دے گا؟ کیا ہم بھی بارگاہِ خداوندی میں یہ کہہ سکیں گے کہ ہم اسلام کی خاطر جو کچھ کر سکتے تھے ہم نے کیا؟ اگر ہمیں اس سوال کا جواب مشکل معلوم ہو رہا ہے تو پھر ڈائمنڈ جوبلی کے موقع پر ہمیں اس عہد کی تجدید کرنی چاہیے کہ ہم اپنی طاقت کے مطابق پاکستان بنانے کا مقصد پورا کرنے اور اسلام کی سربلندی کے لیے کوشش کریں گے۔

مسلمانوں سے عروج کا وعدہ: ارشادِ ربّانی ہے: وَلَا تَهِنُوۡا وَلَا تَحۡزَنُوۡا وَاَنۡتُمُ الۡاَعۡلَوۡنَ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ۔ یعنی ”ہمت نہ ہارو اور سستی نہ کرو، غم اور پریشانی ختم کر دو، اگر تم سچے مومن ہو تو تم ہی غالب رہو گے۔“ [آلِ عمران 3:139]

دوسری آیتِ کریمہ میں فرمایا: وَاَنۡتُمُ الۡاَعۡلَوۡنَ ۖ وَاللّٰهُ مَعَكُمۡ وَلَنۡ يَّتِرَكُمۡ اَعۡمَالَكُمۡ۔ یعنی ”(مسلمانو!) تم ہی غالب رہو گے اور اللہ (کی مدد) تمہارے ساتھ ہے اور اللہ تمہارے اعمال کو ضائع نہیں فرمائے گا۔“ [محمد 47:35]

اِن آیاتِ کریمہ میں تعلیم فرمایا گیا کہ ایمانی تقاضے پورے کرنا تمہارا کام ہے اور تمہیں فتح و غلبہ عطا کرنا ربّ تعالیٰ کے ذمۂ کرم پر ہے۔ اگر تمہارے پاس ایمان کی قوت ہے اور تمہارے دلوں میں یقین کی شمع روشن ہے تو دنیا کی تمام طاقتیں تمہارے سامنے ہیچ ہوں گی؛ کیونکہ تمہارے ساتھ ربّ تعالیٰ کی مدد ہو گی اور اللہ کی نصرت سے تم ہی غالب رہو گے۔

---

[1] مزید کے لیے لنک ملاحظہ کیجیے: https://www.nawaiwaqt.com.pk/25-Dec-2019/1095291

صحابۂ کرام علیہم الرضوان اور اکابر نے اپنے حصے کا کام کیا... ایمانی تقاضوں کو پورا کیا، اِطاعت ووفاداری کی انوکھی مثالیں قائم کیں تو ربّ تعالیٰ نے بھی اپنی شان کے مطابق اپنا وعدہ پورا فرمایا۔ غزوۂ خندق، فتحِ مکہ، معرکۂ حُنَین، ایران سے فلسطین تک کی حیران کن فتوحات، محمد بن قاسم، طارق بن زیاد، سلطان محمود غزنوی اور شہاب الدین غوری علیہم الرحمہ کی کامیابیاں اِس آیتِ کریمہ میں کیے گئے وعدۂ الٰہیہ کی حسین اور دلکش تفسیریں ہیں۔

تحریکِ پاکستان ہی کو لیجیے! بانیانِ پاکستان نے اسلام کی سربلندی کے لیے اپنی تمام توانائیاں صرف کیں اور اخلاص کے ساتھ یہ نعرہ لگایا: "پاکستان کا مطلب کیا؟ لاَاِلٰہ الا اللّٰہ" تو بے سروسامانی کے باوجود اللہ تعالیٰ نے اُنھیں کامیابی سے نوازا اور مختصر عرصے میں پاکستان کو آزادی کی دولت عطا فرمائی۔

آج اگر پاکستان کی صورتِ حال پریشان کُن ہے تو یہ اِس بات کی نشانی ہے کہ ہمارے حکمران اور ہم غلبۂ اسلام کے لیے مخلص نہیں اور اسلام کے نام پر بننے والے ملک میں اسلام کی ترقی کے لیے کچھ نہیں کرتے۔

بانیانِ پاکستان کا مقصد... دو قومی نظریہ کا فروغ

1885ء میں انڈین نیشنل کانگریس (Indian National Congress) کے نام سے ایک سیاسی تنظیم کی بنیاد رکھی گئی۔ اِس تنظیم نے مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لیے "مُتّحِدہ قومیت" کا نظریہ / "یک قومی نظریہ" پیش کیا، "اکھنڈ بھارت" اور "ہندو مسلم بھائی بھائی" کے نعرے لگائے، یعنی کہا کہ ہندوستان میں بسنے والے سب ایک ہی قوم ہیں، خواہ وہ مسلمان ہوں، ہندو یا کسی اور مذہب کے ماننے والے۔ جب سبھی ایک قوم ہیں تو سب مل کر انگریز کو ہندوستان سے نکالیں گے... اِس نظریہ کے پیچھے یہ سازش تھی کہ انگریز کے یہاں سے جانے کے بعد ہندو اکثریت کے باعث مسلمان ہمیشہ کے لیے ہندوؤں کے ماتحت ہو جائیں گے۔

کئی بڑے بڑے لوگ اِس تحریک کا حصہ بن گئے، حتی کہ بانئ پاکستان محمد علی جناح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی پہلے پہل کچھ عرصہ اسی تحریک کا حصہ رہے۔ ابو الکلام آزاد اور مدرسۂ دیوبند کے تربیت یافتہ لوگ اس سوچ کو پھیلانے میں پیش پیش رہے، حتی کہ کئی مساجد میں منبر پر بٹھا کر گاندھی سے تقریریں کروائی گئیں۔ ایک کانگریس نواز نامور شخصیت ظفر الملک نے یہاں تک کہا: اگر نبوت ختم نہ کی گئی ہوتی تو مہاتما گاندھی نبی ہوتے۔ (تحریک آزادیٔ ہند اور السواد الاعظم، ص:107، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلشرز)

دو قومی نظریہ کا مفہوم: اسلام کا عطا کردہ نظریہ یہ ہے کہ دُنیا بھر کے مسلمان ایک قوم اور ایک اُمّت ہیں، بلکہ آپس میں بھائی بھائی ہیں، جب کہ تمام کفار ایک الگ قوم ہیں۔ دُنیا بھر کے مسلمانوں کی تہذیب ایک ہی ہے.. جو سرکارِ دوعالم ﷺ نے عطا فرمائی ہے۔ مسلمان کہیں بھی رہتا ہو اُس پر لازم ہے کہ وہ اپنی طاقت کے مطابق پوری دنیا میں اسلام کی ترقی کے لیے کوشش

کرے۔ اِس تصور کو دو قومی نظریّہ (Two Nation Theory) کہا جاتا ہے اور یہی وہ نظریہ ہے جو پوری دُنیا کے مسلمانوں کو ایک دوسرے سے جوڑتا ہے۔ اِسی نظریہ کی بنیاد پر پاکستان معرضِ وجود میں آیا تھا اور یہی نظریہ اب بھی کفار کے دلوں میں کھٹکتا ہے اور وہ اِسے کمزور کرنا چاہتے ہیں؛ کیونکہ اگر تمام مسلمانوں کے ایک اُمّت، ایک قوم اور ایک ہی تہذیب ہونے کا تصور ختم ہو گیا تو سب مسلمان اپنے اپنے مفادات کے پیچھے پڑے رہیں گے اور کسی بھی مسلمان کو دوسرے مسلمانوں کی فکر نہیں ہوگی۔ اگرچہ اِس وقت بھی عملی طور پر یہی صورتِ حال ہے، مگر فلسطینی مسلمانوں پر ظلم ہو تو کم از کم ہماری طرف سے مذمت کر دی جاتی ہے، کشمیری مسلمانوں کے حق میں عرب ممالک کم از کم قرارداد پاس کر دیتے ہیں، اگر دو قومی نظریہ اور اُمّت کا تصور ختم ہو گیا تو ایسا بھی نہیں ہوگا۔

دوقومی نظریّہ اور قرآنِ کریم: قرآنِ کریم کی متعدد آیاتِ کریمہ دو قومی نظریہ سکھاتی ہیں۔ ایک آیت میں ارشاد ہے: هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَّمِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ۔ ”وہی ہے جس نے تمھیں پیدا فرمایا، پھر تم میں سے کچھ کافر ہیں اور تم میں سے کچھ مومن ہیں اور اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔“ [التغابن 2:64] اِس آیت کریمہ میں انسانوں کی دو قسمیں بتائی گئی ہیں: کافر اور مومن۔ یہ ایمان کے لحاظ سے تمام انسانوں کی تقسیم ہے اور اِسی کو ”دو قومی نظریہ“ کہا جاتا ہے۔

دوقومی نظریّہ اور بانیانِ پاکستان: تحریکِ پاکستان کی بنیاد ہی دو قومی نظریہ ہے اور اِسی کی تکمیل کے لیے اُنھوں نے بے پناہ قربانیاں دیں۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ نے 1897ء میں پٹنہ[1] میں سنی کانفرس اہتمام کیا اور واضح طور پر دو قومی نظریہ (Two Nation Theory) پیش کرتے ہوئے فرمایا (مفہوم): میرے عزیز مسلمانو! ہندو الگ قوم ہے اور مسلمان الگ قوم ہے۔ ہمارے آقا کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اَلْكُفْرُ مِلَّةٌ وَّاحِدَةٌ۔ دنیا بھر کے کفار ایک ہی قوم اور ایک ہی ملت ہیں اور دنیا بھر کے مسلمان ایک الگ قوم اور جداگانہ ملت ہیں۔ یہ مت سمجھو کہ برطانیہ میں کفر اور ہے، جب کہ ہندوستان میں کفر اور ہے۔

(تخلیق پاکستان میں علمائے اہل سنت کا کردار، از علامہ شاہ تراب الحق قادری رحمۃ اللہ علیہ ص:67، حماد احمد جاوید فاروقی پبلشرز لاہور)

قائدِ اعظم محمد علی جناح علیہ الرحمہ نے اجلاسِ لاہور 1940ء میں کہا: ہندو اور مسلمان الگ الگ فلسفۂ مذہب رکھتے ہیں، دونوں کی معاشرت جدا جدا ہے اور دونوں کا ادب ایک دوسرے سے مختلف ہے، اِن میں باہمی شادیاں نہیں ہوتیں، وہ ایک دوسرے کے ساتھ کھانا بھی نہیں کھاتے، وہ دو الگ الگ تہذیبوں سے تعلق رکھتے ہیں جن کی بنیادیں متضاد تصورات پر قائم ہیں، ان کا تصورِ حیات اور طرزِ حیات الگ الگ ہے، یہ حقیقت بالکل واضح ہے کہ ہندو اور مسلمان دو مختلف تاریخوں سے وجدان اور ولولہ حاصل کرتے ہیں، ان کا

---

[1] یہ شہر اب بھارتی ریاست ”بہار“ کا دار الحکومت ہے۔

رزمیہ ادب الگ ہے، ان کے مشاہیر الگ الگ ہیں اور ان کا تاریخی سرمایہ جدا جدا ہے، اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ایک کے ہیرو دوسرے کے دشمن ہوتے ہیں اور اسی طرح ان کی فتح اور شکست ایک دوسرے کے لیے مختلف حیثیت رکھتی ہے۔ دو ایسی قوموں کو ایک نظامِ سلطنت میں جمع کر دینا جہاں ایک قوم عددی لحاظ سے اقلیت ہو اور دوسری اکثریت ہو، نہ صرف باہمی مناقشت کو بڑھائے گا، بلکہ بالآخر اس نظام کی بربادی کا باعث ہو گا جو ایسے ملک کی حکومت کے لیے وضع کیا جائے گا۔ مسلمان ہر اعتبار سے ایک مستقل قوم ہیں اور اُنھیں اُن کا الگ وطن، ان کا اپنا علاقہ، اور اپنی حکومت ملنی چاہیے۔(ہلال[افواجِ پاکستان کا مجلہ]،مارچ2018ء[1])

لمحۂ فکریہ: وہ ''دو قومی نظریہ'' جس کی بنیاد پر پاکستان معرضِ وجود میں آیا اور جس کی خاطر قربانیاں دی گئیں، افسوس کہ اب یومِ آزادی کے موقع پر اُسے پروان چڑھانا تو کجا! اُس کا نام بھی نہیں لیا جاتا، بلکہ لبرل لوگ تو چاہتے ہیں کہ پاکستانی مسلمان ''اُمّت'' کا تصور چھوڑ دیں، اسلامی ریاست کی بات نہ کریں؛ کیونکہ تصورِ اُمّت اور دو قومی نظریہ ہی اسرائیل کو تسلیم کرنے میں رکاوٹ ہے، اِسی نظریہ کی وجہ سے پاکستانی مسلمان کشمیر، عراق، شام اور دیگر ممالک میں ہونے والے ظلم پر تلملا اُٹھتے ہیں اور یہی نظریہ ''اسلامی جہاد'' کی بنیاد ہے۔

ہمیں چاہیے کہ بانیانِ پاکستان کا مقصد پورا کرنے کے لیے یومِ آزادی کے موقع پر دو قومی نظریہ کو فروغ دیں اور نسلِ نَو کو اِس کی اہمیّت وافادیّت سے روشناس کروائیں۔

بانیانِ پاکستان کا مقصد... اسلامی نظام کا نفاذ

اسلام دشمن عناصر یہ تأثر دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ پاکستان سیاسی بنیاد پر بنا تھا اور اِس کے قیام میں مذہبی تصورات کا کوئی عمل دخل نہیں تھا، حالانکہ بانیانِ پاکستان کے اقوال روزِ روشن کی طرح واضح ہیں کہ وہ اِس پاک سرزمین کو اِسلامی نظام کی تجربہ گاہ بنانا چاہتے تھے اور اُن کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں کو ایک ایسا وطن مل جائے جہاں وہ آزادانہ طور پر اسلامی احکام کو بجالا سکیں۔

1940ء میں جب لاہور کے منٹو پارک میں قراردادِ پاکستان پیش کی گئی اُس وقت کی ایک تصویر آج بھی ریکارڈ پر موجود ہے جس کے مطابق قرار داد پیش ہونے سے پہلے قائدِ اعظم اور لیاقت علی خان اسٹیج پر بیٹھے تھے اور اسٹیج پر آویزاں ایک بینر پر علامہ محمد اقبال علیہ الرحمہ کی نظم ''طلوعِ اسلام'' کا یہ شعر درج تھا، یہ شعر اُن کا مقصد خوب واضح کرتا ہے:

جہاں میں اہلِ ایماں صورتِ خورشید جیتے ہیں
اِدھر ڈوبے اُدھر نکلے اُدھر ڈوبے اِدھر نکلے

---

[1] https://hilal.gov.pk/urdu-article/%D9%82%D8%B1%D8%A7%D8%B1%D8%AF%D8%A7%D8%AF%D9%90-%D9%BE%D8%A7%DA%A9%D8%B3%D8%AA%D8%A7%D9%86/MTY4NA==.html

قائد اعظم علیہ الرحمہ نے 11 اکتوبر 1947ء کو کراچی میں سول اور فوجی افسروں سے خطاب کرتے ہوئے کہا تھا: ”پاکستان کا معرضِ وجود میں آنا بذاتِ خود منزلِ مقصود نہ تھا، بلکہ منزل کو پالینے کا ایک ذریعہ تھا۔ ہمارا مقصد یہ تھا کہ ہمیں ایک ایسی ریاست مل جائے جہاں ہم آزاد انسانوں کی طرح سانس لیں اور زندہ رہیں، جسے ہم نظریات اور اپنی ثقافت کے مطابق فروغ دیں اور جہاں اسلامی اصولوں کے مطابق معاشرتی انصاف کا بول بالا ہو“۔[1]

علامہ محمد اقبال علیہ الرحمہ نے فرمایا تھا: اس آزادی سے ہمارا مقصد یہی نہیں کہ ہم آزاد ہو جائیں، بلکہ ہمارا اوّلین مقصد یہ ہے کہ اسلام قائم رہے اور مسلمان طاقت وَر بن جائیں۔ اس لیے مسلمان کسی ایسی حکومت کے قیام میں مدد گار نہیں ہو سکتا جس کی بنیادیں اُن ہی اُصولوں پر قائم ہوں جن پر انگریز حکومت قائم ہے، ایک باطل کو مٹا کر دوسرے باطل کو قائم کرنا چہ معنی دارد؟۔۔۔ اگر آزادیٔ ہند کا نتیجہ یہ ہو کہ جیسا دارِ کفر ہے ویسا ہی رہے یا اس سے بھی بدترین ہو جائے تو مسلمان ایسی آزادیٔ وطن پر ہزار مرتبہ لعنت بھیجتا ہے۔ ایسی آزادی کی راہ میں لکھنا، بولنا، روپیہ صرف کرنا، لاٹھیاں کھانا، جیل جانا، گولی کا نشانہ بننا سب کچھ حرام اور قطعی حرام سمجھتا ہے۔
(مقالات اقبال، ص:262/279[2])

حرفِ آخر

برصغیر میں انگریز نے اسلام اور مسلمانوں کو کمزور کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگایا، ہندوؤں نے بھی کوئی کسر نہیں چھوڑی، مگر اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اسلام باقی تھا، ہے اور رہے گا، اِن شاءاللہ تعالیٰ۔

شاعر نے اہلِ کفر کو پیغام دیتے ہوئے بہت خوب صورت انداز میں کہا:

اسلام زمانے میں دَبنے کو نہیں آیا
تاریخ سے یہ مضموں، ہم تم کو دِکھا دیں گے
اِسلام کی فطرت میں قدرت نے لچک دی ہے
اُتنا ہی یہ اُبھرے گا، جتنا کہ دبا دیں گے

اِس وقت پاکستان کے معاشی حالات نہایت پریشان کُن ہیں اور اِس سے بھی بڑی آفت یہ ہے کہ قیادت مفاد پرستوں کے ہاتھ میں ہے، جنھیں قومی مفادات سے زیادہ اپنی کرسی عزیز ہے، لیکن مایوسی نہیں! قرآنِ مجید یہ پیغام دیتا ہے کہ اگر ہم اسلام کے ساتھ مخلص

[1] https://www.nawaiwaqt.com.pk/25-Dec-2009/106363
[2] https://www.facebook.com/note.php?note_id=10150230282837785

ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ کی مدد سے تمام مشکلات آسان ہو جائیں گی اور جیسے قیامِ پاکستان کے وقت اللہ تعالیٰ کی مدد سے مسلمانوں کو عزت ملی تھی، ایسے ہی اب بھی ربّ تعالیٰ کی رحمت سے سرخرو ہوں گے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ... ''اے ایمان والو! اگر تم اللہ کے دین کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد فرمائے گا اور تمہیں ثابت قدمی عطا فرمائے گا۔'' [محمد 7:47] میدانِ جنگ میں بھی ڈٹے رہو گے، اسلام پر بھی استقامت نصیب ہو گی اور پُل صراط پر تمہارے قدم نہیں ڈگمگائیں گے۔ (خزائن العرفان، ملخصًا)

اللہ تعالیٰ امامِ عالی مقام اور آپ کے رفقار ضی اللہ تعالیٰ عنہم کے صدقے میں بانیانِ پاکستان کے درجات میں کروڑوں بلندیاں عطا فرمائے، جن مقاصد کے لیے اُنھوں نے قربانیاں دیں اللہ کریم ہمیں وہ مقاصد پورے کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ربّ ذوالجلال اِس وطن کو اسلام کا قلعہ بنائے اور اِسے تمام بحرانوں سے نجات دیتے ہوئے اِس کی ترقی میں حائل تمام رکاوٹیں دُور فرمائے۔ اللہ کریم سیلاب زدگان کی مشکلات کو آسان فرمائے اور ہمیں اُن کی مدد کرنے کی توفیق سے نوازے۔ مالکِ قُدّوس کشمیر و فلسطین سمیت دنیا بھر کے دیگر مظلوم مسلمانوں کی مدد فرمائے۔

آمین بجاہ النبیِّ الکریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم